22120325

International Baccalaureate®
Baccalauréat International
Bachillerato Internacional

URDU A1 – HIGHER LEVEL – PAPER 1
OURDOU A1 – NIVEAU SUPÉRIEUR – ÉPREUVE 1
URDU A1 – NIVEL SUPERIOR – PRUEBA 1

Thursday 10 May 2012 (morning)
Jeudi 10 mai 2012 (matin)
Jueves 10 de mayo de 2012 (mañana)

2 hours / 2 heures / 2 horas

INSTRUCTIONS TO CANDIDATES

- Do not open this examination paper until instructed to do so.
- Write a commentary on one passage only.
- The maximum mark for this examination paper is *[25 marks]*.

INSTRUCTIONS DESTINÉES AUX CANDIDATS

- N'ouvrez pas cette épreuve avant d'y être autorisé(e).
- Rédigez un commentaire sur un seul des passages.
- Le nombre maximum de points pour cette épreuve d'examen est *[25 points]*.

INSTRUCCIONES PARA LOS ALUMNOS

- No abra esta prueba hasta que se lo autoricen.
- Escriba un comentario sobre un solo fragmento.
- La puntuación máxima para esta prueba de examen es *[25 puntos]*.

© International Baccalaureate Organization 2012

ذیل میں دیے گئے اقتباس اور غزل میں سے کسی ایک کی تشریح کیجئے ۔

.1

ادھر ملک میں سیاسی پیچیدگیاں روز بہ روز پیچیدہ ہوتی جاتی تھیں ۔ کمپنی کی فوجیں لکھنو کی طرف بڑھی چلی آتی تھیں ۔ شہر میں ہلچل مچی ہوئی تھی ۔ لوگ اپنے اپنے بچوں کو لے کر دیہاتوں میں بھاگے جا رہے تھے ۔ پر ہمارے دونوں شطرنج باز دوستوں کو غم وزدا اور غم کالا سے کوئی واسطہ نہ تھا ۔ یہاں تک کہ انگریزی فوجیں لکھنو کے قریب پہنچ گئیں ۔ ایک دن دونوں احباب بیٹھے بازی کھیل رہے تھے کہ دفعتاً کمپنی کی فوج سڑک پر سے آتی ہوئی دکھائی دی ۔ کمپنی نے لکھنو پر تصرف کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا ۔ قرض کی علت میں سلطنت ہضم کر لینا چاہتی تھی ۔ وہی مہاجنی چال چلی جس سے آج ساری کم زور قومیں پا بہ زنجیر ہو رہی ہیں ۔

اب کے دونوں دوست کھیلنے بیٹھے تو تین بج گئے ۔ اب کے مرزا جی کی بازی کمزور تھی ۔ اسی اثنا میں فوج کی واپسی کی آہٹ ملی ۔ نواب واجد علی شاہ معزول کر دیئے گئے تھے اور فوج انہیں گرفتار کر کے لئے جاتی تھی ۔ شہر میں کوئی ہنگامہ نہ ہوا نہ کشت وخون ۔ یہاں تک کہ کسی جانباز نے ایک قطرہ خون بھی نہ بہایا ۔ ازل سے کسی بادشاہ کی معزولی اتنی صلح آمیز، اتنی بے ضرر نہ ہوئی ہوگی ۔ کم از کم تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ۔ لکھنو کا فرمانروا قیدی بنا چلا جاتا تھا اور لکھنو عیش کی نیند میں مست تھا، یہ سیاسی زوال کی انتہائی حد تھی ۔

شام ہو گئی ۔ مسجد کے کھنڈر میں چمگادڑوں نے اذان دینا شروع کر دی ۔ ابابیلیں اپنے اپنے گھونسلوں سے چمٹ کر نمازِ مغرب ادا کرنے لگیں ۔ پر دونوں کھلاڑی بازی پر ڈٹے ہوئے تھے ۔ گویا دو خون کے پیاسے سورما موت کی بازی کھیل رہے ہوں ۔ مرزا متواتر تین بازیاں ہار چکے تھے ۔ اب چوتھی بازی کا بھی رنگ اچھا نہ تھا ۔ وہ بار بار جیتنے کا مستقل ارادہ کر کے خوب سنبھل کر طبیعت پر زور دے دے کر کھیلتے تھے ۔ لیکن ایک نہ ایک چال ایسی خراب پڑ جاتی کہ ساری بازی بگڑ جاتی ۔ ادھر میر صاحب غزلیں پڑھتے تھے ۔ ٹھمریاں گاتے، چٹکیاں لیتے تھے ۔ آوازے کستے تھے، ضلعہ اور جگت میں کمال دکھاتے ۔ ایسے خوش تھے گویا کوئی دفینہ ہاتھ آ گیا ہے ۔ مرزا صاحب انکی یہ خوش فہمیاں سن سن کر جھنجلاتے تھے اور بار بار تیوری چڑھا کر کہتے آپ چال نہ تبدیل کیجئے ۔ یہ کیا چال چلے اور فوراً بدل دی ۔ جو کرنا ہو ایک بار خوب غور کر کے کیجئے ۔ جناب آپ مہرے پر انگلی کیوں رکھے رہتے ہیں ۔ مہرے کو بے لاگ چھوڑ دیا کیجئے ۔ جب تک چال کا فیصلہ نہ ہو جائے مہرے کو ہاتھ نہ لگایا کیجئے ۔ حضرت آپ ایک چال آدھ آدھ گھنٹے میں کیوں چلتے ہیں ۔ اس کی سند نہیں ۔ جس کی ایک چال میں پانچ منٹ سے زیادہ لگے، اس کی مات سمجھی جائے ۔ پھر آپنے چال بدلی، مہرہ وہیں رکھ دیجئے ۔

میر صاحب کا فرزین پٹا جاتا تھا ۔ بولے میں نے چال چلی کب تھی ؟

مرزا: آپکی چال ہو چکی ہے ۔ خیریت اسی میں ہے کہ مہرہ اسی گھر میں رکھ دیجئے ۔

میر: اس گھر میں کیوں رکھوں ؟ میں نے مہرے کو ہاتھ سے چھوا کب تھا ؟

مرزا: آپ قیامت تک مہرے کو نہ چھوئیں تو کیا چال ہی نہ ہوگی ؟ فرزین پٹتے دیکھا تو دھاندلی کرنے لگے ۔

میر: دھاندلی آپ کرتے ہیں، ہار جیت تقدیر سے ہوتی ہے ۔ دھاندلی کرنے سے کوئی نہیں جیتتا ۔

مرزا: یہ بازی آپ کی مات ہوگی ۔

میر: میری مات کیوں ہونے لگی؟

مرزا: توآپ مہرہ اس گھر میں رکھ دیجئے جہاں پہلے رکھا تھا۔

میر: وہاں کیوں رکھوں، نہیں رکھتا۔

مرزا: آپ کو رکھنا پڑے گا۔

میر: ہرگز نہیں۔

مرزا : رکھیں گے توآپ کے فرشتے،آپ کی حقیقت ہی کیا ہے۔

بات بڑھ گئی دونوں اپنے ٹیک کے دھنی تھے۔ نہ یہ دبتا تھا نہ وہ۔ تقرار میں لا محالہ غیر متعلق باتیں ہونے لگتی ہیں جن کا منشا ذلیل اور خفیف کرنا ہوتا ہے۔ مرزا جی نے فرمایااگر خاندان میں کسی نے شطرنج کھیلا ہوتا توآپ آئین اور قاعدے سے واقف ہوتے۔ وہ ہمیشہ گھانس چھیلا کئے آپ کیا کھا کر شطرنج کھیلئے گا۔ ریاست شے دیگر ہے۔ جاگیر مل جانے سے کوئی رئیس نہیں ہو جاتا۔

میر: گھانس آپ کے اباجان چھیلتے ہونگے۔ یہاں تو شطرنج کھیلتے پیڑھیاں اور پشتیں گزر گئیں۔

مرزا: اجی جائیے ۔نواب غازالدین کے یہاں باورچی گیری کرتے کرتے عمر گزر گئی۔ اس طفیل میں جاگیر پا گئے۔آج رئیس بننے کا شوق چڑھ آیا ہے۔رئیس بننا دل لگی نہیں ہے۔

میر: کیوں اپنے بزرگوں کے منھ کالکھ لگا رہے ہو، وہی باورچی رہے ہونگے۔ ہمارے بزرگ تو نواب کے دسترخوان پر بیٹھتے تھے،ہم نوالہ و ہم پیالہ۔

مرزا: بے حیاؤں کو شرم بھی نہیں آتی۔

میر : زبان سمبھالیے۔ ورنہ برا ہوگا،یہاں ایسی باتیں سننے کے عادی نہیں ہیں۔کسی نے آنکھ دکھائی اور ہم نے دیاتلا ہواہاتھ۔ بھنڈار کھل گئے۔

مرزا: آپ ہمارے حوصلے دیکھیں گے تو سنبھل جائیے۔تقدیر آزمائی ہو جائے۔

میر: ہاں آجاؤ، تم سے ڈرتا کون ہے؟

دونوں دوستوں نے کمر سے تلواریں نکالیں۔ ان دنوں ادنا اعلا سبھی کٹار خنجر، قبض شیرپنجہ باندھتے تھے۔ دونوں عیش کے بندے تھے مگر بے غیرت نہ تھے۔ قومی دلیری ان میں عنقا تھی مگر ذاتی دلیری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔انکے سیاسی جذبات فنا ہو گئے تھے۔ باشاہ کے لئے، سلطنت کے لئے، قوم کے لئے کیوں مریں،کیوں اپنی میٹھی نیند میں خلل ڈالیں مگر انفرادی جذبات میں مطلق خوف نہ تھا بلکہ قوی ہو گئے تھے،دونوں نے پینترے بدلے لکڑی اور گتکہ کھیلے ہوئے تھے۔تلواریں چمکیں چھپاچھپ کی آواز آئی اور دونوں زخم کھا کر گر پڑے۔ دونوں نے وہیں تڑپ تڑپ کر جان دے دی اپنے بادشاہ کیلئے جنکی آنکھوں سے ایک بوند آنسو کی نہ گری، انہیں دونوں آدمیوں نے شطرنج کے وزیر کے لئے اپنی گردنیں کٹا دیں۔

اندھیرا ہوگیا تھا۔بازی بچھی ہوئی تھی، دونوں بادشاہ اپنے اپنے تخت پر رونق افروز تھے۔ان پر حسرت چھائی ہوئی تھی گویا مقتولین کی موت کا ماتم کر رہے تھے۔چاروں طرف سناٹے کا عالم تھے۔ کھنڈر کی بوسیدہ دیواریں ،خستہ حال کنگرے اور سر بہ سجود مینار ان لاشوں کو دیکھتے تھے اور انسانی زندگی کی بے ثباتی پر افسوس کرتے تھے جس میں سنگ وخشت کا ثبات بھی نہیں۔

منشی پریم چند،'شطرنج کے کھلاڑی' اردو کے منتخب افسانے۔ اشاعتِ اوّل جولائی ۱۹۹۹ء ۔ ساؤتھ ایشیا پبلی کیشنز

.2

1. آؤ بیٹھیں بنامِ چارۂ دل
چند لمحے سجا لیں یہ محمل
2. آؤ تجدید کر لیں الفت کی
پھر نہ ہوگی یہ وقت کی محمل
3. ڈوب جائیں گے تنہا تنہا ہم
اور نہ پائیں گے دور تک ساحل
4. قبل اس کے کہ رزقِ کرگس ہوں
آؤ باہم چلیں سوئے منزل
5. ہوں اکٹھے تو کر دیں ریزہ پہاڑ
مسئلہ کوئی بھی نہیں مشکل
6. یاں مگر شرط ہے خلوص کی اک
عیب جوئی سے کچھ نہیں حاصل
7. چاند کے چہرے پہ بھی ہے اک داغ
کونسی شے جہاں میں ہے کامل
8. عیب بسیار گو ہے کرتا عیاں
اور کم گوئی خصلتِ عاقل
9. جان قربان سچ کی حرمت میں
ورنہ پھر زندگی یہ ہے باطل
10. زہر بوتے حسد میں ہیں جو لوگ
پہلے کھاتے ہیں خود اس کا زہریلا پھل

حمیدہ معین رضوی کے شعری مجموعے 'شیش نگر' کی ایک غزل سے لیا گیا اقتباس: اشاعتِ اوّل ۱۹۹۸ء ۔ مکتبۂ ادبِ لطیف